منظوم

ہوائی زمانہ دوائی زمانہ

حصہ اول

اُردو

جسکو

جناب مسٹر عبید یاہ آتھم صاحب پنشنر اکسٹرا

اسسٹنٹ کمشنر امرتسر نے تصنیف کیا

اور

عالی جاہ مصنف کی فرمائش

سے

[illegible] ہال بازار امرتسر میں

سنہ ۱۸۹۰ع

بار دوم
تعداد جلد

ہوائے زمانہ و دوائے زاہد نظم

حصّہ اوّل ۔ اُردو

دیباچہ

راقم نہ تو شاعر ہے نہ گویا۔ تاہم کوئی انسان تال سم سُر اور قافیہ وزن اور صحت لفظی کو ناپسند نہیں کرتا۔ فلاسفی سے تو شعر و راگ کا رُتبہ البتہ کم ہے مگر بچہ یہ بھی فلاسفی ہی کا ہے۔ گو خلف ہو یا ناخلف (اور بر نقش والدین ہی ہے کامل یا ناقص رہ سکتا) حسب حال راقم بشرح ذیل ہے

نظم

تھے کوڑی پہ کُتّی نے بچّے دیئے ۔ جو میلے کچیلے و بد ہیئت تھے

تھے کھجلی سے اور پلّیوں سے بھرے ۔ تھے بھوکھوں پیاسوں وہ مرتے پڑے

ہوا اُسطرف سے گذر ایک زماں ۔ ترحم مجسم سشبیہ و دجہاں

وہ اُسکو بھی بھونکے مگر اُسنے لے ۔ کیا پاک اُنکو قرابت کو دے

بیٹھے ہیں غفلت کری توٹے ہیں رونا حال ۔ بہتر ہے رونا پچھلا جس سے ہو آخر و بجا
حکمت سے حکمت کو پائیے حکمت سے مت منہ پھیر ۔ حکمت بن تو دوزخ پائے ملعون ہو اور راندہ جا
دے تو شہادت حکمت کی کفر سے تو رستے لگی ۔ جس سے ہر یک آنسو دل دیکھے ہے تیرا پاک ہوا
فانی تیرا کچھ بھی نہیں باقی ہیں کچھ بہتر قصور ۔ تیرا تھا سو سنگ ہوا باقی سب تو چھوڑ چلا
عزت دولت سب کیا اور دیکھ فانی ہیں سب خیال ۔ دیکھ لقا رب الانوار آنکھوں سے درج ہی لگا

منادی سلیمان

حکمت کھڑی پکارتی ہے گلی گلی اور در در آ ۔ خالی آ اور مجھ سے مانگ جو چاہے سو لیکر جا
مجھ بن تیرا کوئی نہیں دانا ہو بھٹکا وا چھوڑ ۔ مت ہو ناداں مفت کو چھوڑ مفت مجھ سے تو لیتا جا
مت ہو سادہ و سادہ بن توڑ تصور ساتھ لگن ۔ کب تک ہے یہ لڑکا پن چھن چھن پل پل بیتی جا
مجھکو جو کچھ کرنا تھا سب کچھ میں نے کر ڈالا ۔ خالی تیرا آنا ہے آنا اور بھیجا کر جاتا
خالق و حافظ منجی کل آنکھ تم تجھ تک آیا ہے ۔ مجھ پہ اور میروں پر سب وعدے کو ایفا فرما

سراپا جسمی

پیٹ خون اور موت کو ہے ڈھیر پر پڑا لگا ۔ کیا ہی صانع نے بنایا ہے یہ نقشہ دلربا
پاک جو مکروہ اور مکروہ اکرہ بن سکے ۔ اسکو دے ترکیب صانع نے کیا ہے خوشنما
حرف پر انگشت کی جا اسکے نادان ہی کرے ۔ ہے حماقت سے بھرا جو نقص صانع دیکھتا
یہ غرض ہے او چہرہ دکھ جسکے آسمان ہے ۔ ہے یہ مقناطیس جوشِ خون آہن کا بنا
وہ غرض ہے جو نہ دیکھے آپ کو اور آپ سے ۔ بہترین صورت کو چاہے عدل کو اپنا چھوڑ چلا
نقص تیرا ہے حلم کا میت عاقبت ۔ ہے وہی محفوظ جو محفوظ تر میں سے چلا
آنکھوں بن فضل مسیح پاک خون المسیح ۔ کون در گزر کر سکتا ہے خوشی کی لقا

عنایت بالشکایت

مجھکو جسنے پیدا کرکے اپنے لئے طیار کیا
تو نے مجھکو چھوڑ کے پیاری اور کسی کو پیار کیا

خالق سارا ہو حسن بھی کسکا یہ تو تو بھی جانتی تھی
پر شوق علم ناجائز کے نے تجھکو یہاں تک خوار کیا

غیرت میری جید تھی مل پیار کے باعث جینے پر
ترک تیرا ہرگز نکیا گو تو نے میرا انکار کیا

دھو کر اپنے خون سے تجھکو ہوش میں لایا پھر میں
تیری محبت خالص میں میں جان کو اپنی نثار کیا

اب تو میری ہے میں ہوں تیرا عقد نکاح ابدی کا تھا
دیکھ بھلائی مجھ سی ہر کسکی کیسے ہو ایسا پیار کیا

خالق و حافظ منجی میرے میں نے کیا جو تقاضا تھا
باوصف اسکے تو نے ہی مجھ سے بعد دغا بیت پیار کیا

اب میں سا تیری ہوں اور نہ کسکی خالص تیری ہی
بحر گناہ سے بیڑا میرا ڈوبتا تو نے پار کیا ۔

کاشش

ہے بارگاہ کبریٰ جھکے انکسار رہتا
تو بجائے فخر باطل حقی افتخار رہتا ۔

ہے تو اندرون گریبان کبھی کرتا اپنی عرفان
تو ننگ بستر عریاں بہ شرمسار رہتا

نہ ہو پاش پاش کیونکر دل پر زفاش بدتر
کہ ہے کاش ہائے بھر کر کوئی غمگسار رہتا

ہے تو جاگتا نہ سوتا تو ستارہ دیں کھوتا
نہ کبھی بدی کو لوٹا و نہ خوار زار رہتا

تو مسیح کا ہوکے آخر کرے بڑھکے کیا تو صلح
تجھے سہتا غیر تب ہی ہے تو یار غار رہتا

صداقت

جہاں امکان تک باقی نہ ہو کچھ بھی نشان کا
عدن کیا کرو علیین بھی ہے دل لگانا کیا

یہاں لگ سکتے رہتی گرفانی بھی ہوں ہر دم
غنیمت ہے جو کچھ بھی ہے وہاں جو دم سے سکھ کا

نہیں ہم ظاہری بھی حسن کی کرتے ہیں تحقیری
چلیں انداز اسکا و ڈھونڈیں کسقدر گہرا

ناکِ حسن کیا ہے کسکے ہے نزدیک اور اسکا
اگر احسن آل اسکا تو عالیہ یا سے عقبےٰ کا ۔

نہ ہو گر افضل کا مقبول کب مقبول بھی ہو وہ — کہاں آرام ہو آخر مسیح بن کون ہو ملجا

موت دال بر بقا

غور کرکے دیکھیے کیا ہے موت اور دکھ موت کا — روح کی تن سے جدائی کے سوا ہے موت کیا
کیا جدائی تن سے روح کو بہت ہی کچھ ناگوار — یا کہ دکھ یا جہل یا صورت عدم رکھتے ہو تا
عشق تو مطلق نہیں ہی روح و تن میں کچھ میاں — زندگی پر موت بھی فایق بسا ہے ہر ملا
یہ تو باطل ہے غلط ہے واقعی مطلق نہیں — موت کو بشاش و خوش گر کوئی کھوے دلا
ہو نہیں سکتے گوارا دکھ عدم اور جہل ہے — موت پس ایسا بقا پہ ہے نہ ہرگز بر فنا
گو نہ ہو انجام پر کچھ و بیان وقت کوچ نیز — یہ نہیں اثبات بر لفظ وجود مدعا
دکھ تو فایق ہے عدم اور جہل پر الا نہیں — ذوق ہستی پر عدم کو اسے رواں سوئے بقا
فلسفی جسکو ہیں کہتے وہ سفسطائی نہیں — کلیت جب سامنے ہو ہو نتیجہ با صفا
خوب خوش حق فلسفی ہے کاملوں کی یاد رکھ — لیکنہ محض بطلان پر لاوے نہ ذات آشنا

فخر شہداء حق

لشکر میں ایک جوان جو تمغوں سے ہو لدا — تمغہ ہو زخم کا دہر یک زخم تیغ کا
جانثار و عزم سا ور دل شاداں سے وہ شجاع — شہزادگاں میں شاہ کے پھرتا بنا ٹھنا
ویسا ہی وہ شہید ہے خالق کے سامنے — جو نفس سے و دنیا و شیطان سے ہو لڑا
وہ شاہدان حق میں ہے وارث ہے تا ابد — ہر زخم اسکا جیب ہے اعزاز سے بھرا
پیش علیم رو و قبول ہوں لقیض ہی — حق کو جو رو نکرتا ہو مقبول ہے دلا

رنج و راحت فانی

رنج کا ہی شکوہ ہے کیا راحت پہ کیا ہی ہو لگا — یہ سبق فانی و ناقص ہیں بقا پہ دل لگا

رنج ہے امید راحت اور راحت بے بقا
رنج راحت بالمقابل علم کو دیتے بڑھا
ڈاکوؤں ٹھگ سانپ بچھو شیر سے موذی بھلا
اب بتا گر جاگنے کا ہے یہ موقع تب بھلا
جنگ میں ہو شاہ اپنے کا وہی مقبول کس
تیغ دشمن روح کو ہرگز نہ کر سکتی ہے قتل
اکھٹا دشمن قوی ہے پر قوی تر ہے مسیح

زیر تو آئی ہے متواجی میں خنکی کا سما
اور یہ زینہ ہے جو لے محدود سے بے حد کو جا
ہے یہ صحرا خوش ہوا لیکن جو سویا کب اٹھا
رنج و راحت زخم و چارے کیا یہ ہو سکتے سوا
جو کہ ہے دشمن میں آگر بھی رہے پورا کھڑا
زلف ناگن تیغ پہ لپٹے تو خود ہی نیش کھا
چونکہ خالق ہے و حافظ ہے و منجی ہے تیرا

برکیان گلابداس

جو فرد ہو اگر وہ پڑھے یا لکھے والا +
اتنا کہ پانچ ہی ہیں عناصر و پانچ کی
جو لین و دین صفات پڑھیں اور لکھیں ضرور
یہ جنگلی گلاب ہے لاتا ہے درد سر
غرض و خیال جب ہوں بطالت میں مبتلا

تب فرد بھی تو اُسے کہنا ہو کب روا
ہیں پانچ پانچ صفت پھر آگے تو چل ذرا
در عین فرد فرد ہو کہنا ہے کب روا
کانٹوں میں وہ ہریت کی غلامی کی پر پھنسا
جو ہر عرض بھی اسکے ہوں ویسے ہی اکھٹا

حال شعراء غلط

کوئی مجنوں سے گر پوچھے کہ کہا یا کس نے کالا
ہنسے وہ اور کہے ای شخص کیا تجھ کو جنوں ہے جی
بھلا یہ تو بتا گر آنکھ کی پتلی سفید ہو جا
یہی منطق ہے شعراء شمار خال مخطفانی
تشبیہ جس طرح ایک شخص گورستان میں جا کر

حسیں رنگوں میں کسکا حسن فی الواقع ہو دوبالا
کہیں لیلی سے بھی ہو حسن بڑھکر شب قدر والا
کرے یہ نور کو افزود یا سیاہی ہو نور افزا
بنا پتلا تصور کا ہیں آگے اسکے خم بر پا
ہوا مرد سے ہم آغوش ٹھہرا کے دل آرا

کراہت بر طرف کفر و بطالت سے گذر کر وہ
ہری کا تا تقاضا گر اپنا صنم میرا خدا میرا

دین مجھکو چھوڑ کر جنت کو بھی جاؤں جہنم ہی
جہنم ہے میرا جنت اگر تیرے ہوں زیر پا

فلو پھر اسقدر ہے اس خیالی جان پر اپنے
کبھی اُسکا نہ ثانی تھا نہ ہوا اور نہ کبھی ہوگا

نہیں انداز کی کچھ قدر بے اندازہ ہو سب کچھ
کمر ہے وہم مونہہ نقطہ ہے چہرہ آنکھ ہے سا [illegible]

عمق اُس جلد کا جو ایک کاغذ سے نہیں بڑھکر
ہوا ہے اسقدر گہرا کہ تھاہ ہی کچھ نہیں آتا

کہا حالی نے جو ہے حال ان شعراء کا فی الواقع
وہ دنیا ہی کا ہر دل اُس سے بھی بڑھکر ہے عجوبہ سا

مرض ہے اُنکو جو مرغوب تر ہے صحت سے اُلٹا
مآل اُسکا ہلاکت ہے اگرچہ حال ہو واہ وا

نہیں جسکو ہے کچھ بھی خوف و الفت خالق اکبر کا
عقیدہ اسکا بھی دنیا ہے سب کچھ ہے وہ دنیا

ملک الشعرائے دنیا

پیچ ہے ملت پیچ نبوت پیچ شفاعت پیچ خدا
نفس پرستان دل کی نظر میں شعر ہی ملک الشعرا

تو وہ کراہت کو دے پرستش پھر تصور شیریں سے
ایسے فدا ہوں جیسے مقدس جنگ شجاعت میں شہدا

اُنکی رضا کا جسکے وہ عاشق بنتے ہیں کتنے کچھ تو
حاصل کرنے کر سکتے جیسی ہی ہو اپنی ہی رضا

ناز و نیاز بہ بالغہ یا شک جسکی ہو حد از حد بیرون
کفر و جنوں میں حد سے گذر کر بنتے ہیں فلسف شعرا

حق سے و باطل سے نہیں مطلب انکا مطلب نظر سے ہی انداز
نفس و خیال سے کام ہے انکا اور نہیں کچھ جا بیجا

پھر جو خدا کو مان بھی لیتے صرف مزے کے واسطے ہی
تاکہ وہ انکا کام کرا دے ورنہ غرض اُس سے بھی کیا

شعر دین بھی یا کفر سراسر عشق ہی یا فسق و جنوں
گندگی پہ کیڑا ہے فدا ہے شاعری یہ لا حول ولا

حد علم شخص محدود

جاننا اشکر ہے ہے نا جاننے سے اے والا
پر کہاں تک کیا کوئی حد بھی ہے اسکی یہ بتا

کیا بھی ہے گر ہو مخالف بہتر از خود کا تو پھر
ہے کو دینا فوق بہتر یا کہ بہتر کو بھلا ؟

روح کا اخراج گر ہو روح سے تو کب بھلا	رشتہ جنت جہنم سے اثر کچھ بھی رہا ۔
دوستو روتے ہو جسپر وہ میرا اتھا ہیں نہیں	ہو تمھارا اتھا علاقہ وار وہ تیں وسے چلا ÷
جبتلک ہے جسم سے پیوند انگلی درد ہے ÷	کٹ گئی جب جسم سے سارا علاقہ کٹ گیا
یوں جدا جب جسم سے ہو روح سب کچھ ہے جدا	پار ہی انکا علاقہ مطلقاً کچھ نا رہا ÷
نیک کی تکلیف اور بد کا تکلف ایک ساتھ	موت میں ہو خاتمہ سب اٹھا ہو کر جدا ÷

حکمت

ہے بولی فطرت کی پر ز حکمت ہے راز حکمت نے یہ سکھایا
ہے فعل فطرت و قول حکمت یہی ہے حق نے ہمیں بتایا

خدا تو بننا محال ہے مل خدا کا بننا بہت ہے آسان ÷
خدا کا بنکر تقاضا فطرت ہے ویسے ہی خود بکام آیا ÷ ÷
کہاں سے آئی یہ بت پرستی اگر نہ مرئی کی کچھ ہوس تھی ÷
وہ غیر مرئی ہوا ہے مرئی جو موت پر چڑھکے فتح پایا ÷ ÷
تو فرض اپنے ہے دیکھ سکتا مگر نہیں کچھ بھی کر ہے سکتا ÷
جو بھر ہے سکتا وہ کر ہے سکتا وہی منجی خدا سے آیا ÷ ÷
ہی سعادت فروتنی سے و نیکیے بر رحم عاجزی سے
بفعل اور قول پاک خالق یہی ہے جنت کا راہ بتایا ÷ ÷

ملامت و رجب

آہ دلا تو نہ بد سے در گذرا ÷	بد کی الفت میں حد سے درگذرا
وعدے جھوٹھے تیرے و تو جھوٹھا	دین تیرے رد و کد سے در گذرا

ترک بد میں ہے صدہا وعدہ تیرا
پر تو ہے اک صد سے درگذرا

ہے شریعت کی حد میں اٹکا تو
کون اس حد اشد سے درگذرا

وہ ایماں بجز نجات نہیں
رد ہے کب الہی رد سے درگذرا

جب مسیحی ہو تب ہی مومن ہو
پار آثم ہے تد سے درگذرا

تعلیم ادائے فرائض

اگر بوستارہ ہا کناں بجسکم کارہا
ستارہ ہا سیارہ ہا ہزارہا ہزارہا

بہ کردگار خویش شاں بکیش خود نہاں عیاں
ہمیں کنند جسم و جاں بآں فآں نثارہا

چو گردگاں بتر آسماں بگرد مہر خود دواں
بحکم او خوشاں خوشاں بلبل انہارہا

ہزار حیف اے بشر بوئے خیر و کار شر
زکیف خویش بے خبر زنے بسر خمارہا

عبید باش در پناہ فضل و رحمت اللہ
رضا بخواہ نہ عدل خواہ بجز بارہا

ردیف (چ)

بے ثباتی دنیا

خوف و امید اسجگہ کے امتحاں ہیں اور ہیں ہیچ
خوف اور امید کے بعد ماسوا ہیں سب ہیچ در ہیچ

خوف اور امید بھی کچھ بھی ہیں لاشک و ریب
پر سوا کچھ کچھ ہی کے سب بچے ہیں اور ہیں ہیچ در ہیچ

ہیچ ہے انکا لبھانا اور ڈرانا ہیچ ہے
ماسوا زینہ کے یہ سب ہیچ ہیں پھر ہیچ در ہیچ

قصر کو زینہ سمجھنا زینہ کو قصر علا
ہیچ ہے اور امتحاں ہے ہیچ ہو محو ترک ہیچ

ہیچ ہے آثم مسیح کے خون بن اور روح بن
ہیچ ہے اور ہیچ وہ سب ہیچ مطلق ہیچ در ہیچ

فوق

خلل ہر شاہت میں گر میری جاں تو بے خلل ہو گدائی بہتر

اتفاق ہو پہ نہ امر اتفاقی کی مثال
سب ہے مرا شکر بخت نہیں کیا مچا دے ۔ ندرکا

اتفاق ہو نیک گر نیکی نتیجہ ہو عیب سب
لیک گر ہو بد تو پھر بدست ۔ بہتر ہو ہزار

فرق وردی کچھ نہیں تو اتفاقی کا نشان
اصل کا اصل الاصول ہو ایک گر یہ ہے بجا

لشکر حق پار دریا سو بہت سے کرتا گذر
لشکر بطلان و ستمگر اس سے رکھتا کنارا

انتہا جسکا سب پہ سالار و پیادہ ہے مسیح
موت سے دشمن ہو گیا ڈر آ ہو گیا جو وہ پار

موت وال بر حیات

موت گو خود بھی ہے نشتر زہر نشتر بعد گر
کچھ ہو تسکین کا باعث کچھ تو اسکے ہے بہتر

بعد مرنے کے اگر کچھ بھی نہیں تب کیا عدم
موت میں مجکو ڈرتا کیا عدم ہے نیز ڈر

گر عدم ڈر ہے ور یہ ڈر ہے بہتر کا سبب نیز
تب تو ثابت ہو چکا کچھ ہے بقا کا یہ ثمر

کس نے یہ خاصہ دیا اور کیسے اس روح کو
جو عدم و بدتریں سے گا کیسے رکھے خطر

ضم ہے وہ فلسفی بل خام سے بدتر ہے نیز
جو ہو فطرتی پر کچھ نہیں رکھتے نظر

فلسفی ہر شے کی ہے دین و دنیا کی کبھی
کیونکہ نہیں بھی نتیجہ اور سبب ہے سبب

انتہا بطلان میں کچھ بھی حق ظلمت ہے نہیں
جسقدر حق ہے وہی قاطع ہے اور محفوظ تر

پند

بتا تو کیا کچھ کب ہے سکتا ہے سب پر شوخ و درشتک ہو کر
قلعہ کی خندق کے پھاندنے سے پہونچ بیٹھے تو تنگ ہو کر

خدا نے بخشا ہے پاک بستر کہ جس سے پیدا ہوا پاک جوہر
نہ چھوڑ سے تجھکو غزال ناداں پلنگ تیرا پلنگ ہو کر

ہوا کے بیچ میں رندہ ہو کر بشکل گنبد بگور ور بر

تو ہے جو خلقت میں ایک قطرہ نہو کہ ٹوٹے ترنگ ہوکر
تو دھووے انساں کی سب سیاہی بچشمۂ رحم و فضل باری
نہ ہو کہ کاٹے کے بیچ میں آ رہے بد نہ بدتر بھونگ ہوکر
اگر ہو صحیح یقینی تو پھر تامل ہو کوتہ بینی +
نہ ہو کشش نہ خدنگ جادو چو سنگ باعث درنگ ہوکر
کہاں تلک ہو تیرا تمرد کہاں تلک ہو شرید سرکش
سرنگ ہے زیر شعلہ بالا نہو کہ اڑ جا پتنگ ہوکر
رحیم کا گر نہو تو خالص رحیم اسپہ بھی ہوئے قانع
نہیں جو خالص خدا کا آنکھ وہ کھووے سب سکھ دو رنگ ہوکر

بماہیت شعر

بشر گر بشر ہے تو سن اے بشر ۔۔۔ نتیجہ میں ہو خیر کا کیا اثر
اگر علم شے ہے بہ زیبا ہر شے ۔۔۔ بہرحال تب تو زہے بہتر
اگر عشق ہو جوش شہوت دو سو ۔۔۔ تو ہوں شعر اور راگ دیسے بسر
نہ فرہاد و مجنوں جنوں ۔۔۔ جو شیریں ہوں انساں لیلی بسر
سخن میں سخنور ہو اپنے عیوب ۔۔۔ کہ گوہر فروش است نہ شیشہ گر
اگرچہ بہ دنیا رحیم و رجیم ۔۔۔ بباعث خدر ہو سبے کے خدر
ولے یہ خدا یا ہلاکت کو باٹے ۔۔۔ و یہ تیزی دکھاوے ہدر
نہیں جانتا سو تو معذور ہے ۔۔۔ سچ ہے کہ جانے تو ٹھہرے بتر
نہیں کھوونا لیک اپنے لئے ۔ ۔۔۔ وہی قدر جو ہے برائے دگر

علما و مع بظاہر ہیں ایک — وے وہ ہیں در چشم صاحب نظر
ہیں مقلد و صدوق بھی در اصل وہ — عشق میں تعلق ہو گو وہ در تر
و صانع و ماہیت صنعتی — جو فانی ہے ظاہر ہے اسکا کفر
ہیں وحشت زدہ شر جنکے عقیدہ — وہ ہیں گو بھولے ہوئے گو زخم

برنشاں

عشق کامل مرد صدوق شے معین ہو گی — بارنادانی دکیا بل ہر قدم ہوسے بکتر
شے معین غیر ممکن یا ہو فانی یا مضر — حال میں کچھ بھی وہ ہو لیکن مآل سے بہتر
بارچو آمد زکاہ اور جو ہے با احتیاج — عین آزادی ہے بل بالعکس رکنے ہے ضرر
جو ملا یک خوبشر ہیں بال پر رکھتے ہیں پر — جو لدے رہتے ہیں خوگر ہوں بشر ہو کر ہیں خر
الحمد اگر شکر تو مقبول ہے تری کیا — نفس و دنیا اور شیطاں سے تجھے کیا ہے خطر

ردیف ط

غلط

ہو کبر در تر صدر حمت غلط غلط — ہو عجز وہ ہو جس سے کدورت غلط غلط
جو ہو روال یسوسے ابد تا ابد وسے — بدی ہو وہ روال بحقیقت غلط غلط
حق کی تلاش ہوئے بھلاں یہ جستجو — ثمرہ ہو شر و خیر کی نسبت غلط غلط
جو بے عمل ہے کاش محض ہے وہ کاش کاش — نذر ہو گئی تو پھر ہو سلامت غلط غلط
شر سے تلاش خیر یہ بطلان ہے فاش فاش — ور خیر بھی کبھی ہو ندامت غلط غلط
جو بارگاہ حق میں گیا ہو نہ بار بار — یہ یار جوئی یا ہمہ نخوت غلط غلط
الحمد تیری ہو جب اگر التسبیح صحیح — روح کی نہ ہوئے روح سے رقت غلط غلط

ردیف (ق)

صدائے حق

رہی نہیں جو محفوظ تر دین عارف نہ عاقل وصل نہ صادق
عاشق نہیں جو حق کا سکل جاہل ہے کاذب غافل ہے فاسق

مرنا ہے بہتر حق کی رضا میں جینا ہے بدتر مرنے سے حق بن
کاذب و جاذب غافل ہیں یہ سب جیتے رہی ہیں جتنے جو عاشق

ماہوت ملکوت جبروت ناسوت عالم خیالی حق سے ہیں خالی
عارف حقیقی و فلسفہ دقیقی بعقل و حاصل دیکھیے صداق

مہلک مرض ہے عصبیت کی بیشک حکمت طبابت دنیا سے ہر لمحہ
کچھ بھی تفاوت خوبی نہ دیکھے ایسے کے خون بن جوری ہے حاذق

خرقت سے زاہد کامل خوشی کو حکمت حماقت ناقص ہیں یہ سب
ہوتی مری ہے فضل اسے تم موعدت جسکا مطلق وہ ہے رزق

برجستہ بیت

علم و قدرت اور ارادہ کرنے ہیں خالق
علم آگہی ہے فقط قدرت ہے دست و بازو
عقل خواہش اور تصور میں ہے داشت بستیا
تمیز تینوں تو ہوں پر نہ پڑیں شکل تو
بے تعدد مظہر تھی عین شے واحد کہاں
یکسر گورے عکس خود و خود تو وہ جتنے میں عشق

سب نتائج کا نصیبہ ان اتفاق بے ثبات
بے ارادے کچھ نہ ہو حرکت سکوت سے باذق
بے تمیزی چھوڑ یا حکمت کو سکھ بالا دقاق
کیسے کیں وجہ اسکی اے مہندس باسیاق
سمی وکلی اور وے کم زیادہ کیونکر اشتاق
ہو علاقہ لازم و ملزوم درست بارواق

سبب عدم درک آگہی ہے یہ مسئلہ حقیقت کا	نہ نہیں درک عدم کر علم کا ہو اشتیاق

ردیف (ک)

دستک

جاگ دلا جاگ جاگ یہ خواب کب تلک	خواب ہے تو جو دیکھتا خوب پہ خواب کب تلک
رند و ہفت خواب کا گو نہیں اس بن تمام	لیک یہ آب ہے سراب آب سراب کب تلک
خانہ بدوش جو ہے لگا ہوا میں جو ہے خواب	وہ ہے حقیقتاً حباب خانہ حباب کب تلک
شاعری نہیں ہے شاعری علم نہیں ہے شاعری	بحث بھی ہے یہ چھپا دینا جواب کب تلک
ہے تو جو سایہ موت کی وادی میں کرتا ہے گنہ	چھوڑ دو سب ہیچ سوا حق تاب کب تلک

ردیف (ل)

غایت

غایت کا درجہ یک تری کا آتا نظر ہو انسان کے داخل	عاقل ہے عاقل احمق ہو احمق ہر ایک شے میں ہو پڑ کامل
صاحب لطافت صاحب کثافت صاحب علالت صاحب خفافت	ظاہر باطن اعلیٰ نمونہ سب سے علیحدہ سب میں شامل
پر کہا ہے سارے سے بہتر تو شعر گو نہیں جی چاہتا نہ یہ	خاص کامل جھگڑا نقا گو نہیں ہے جو ہو وہ عاقل
پوشش میں آیا مسیح بھی جو کفار ہے گنہ کا	دیکھا جو خواہش راحت سدا عیش یاب میں حق ہے پہنچا وصل
دی پاک منجی آکے ہے تیرا تجھ بن ہر شے گمکی بھی ہو سکا	واصل تو رکھیو اپنے میں سکو مرضی تو رکھیا اپنی کو حاصل

تنبیہ

بیٹھ دو سورج کو سایہ بیکھا بنا بس ہو دل	کیوں حماقت میں بھرا ہے شکل انسان باطل
سخت پیشانی میں تھوڑا اشتر لیکر یہ خلا	کس ہوا میں بھر گیا دعویٰ شرف لوا کر ذلیل
سر سے سورج کو اپنے آپ کو بانو نہیں دیکھے	کر خدا کو یہ علا انوار حق رب جلیل

تب صورت ہو تجھے زیبا کہ جب تو فصل میں
آپ کو دیکھے کثیر اور آپ میں ہو لبس قلیل

گور ابراہیم میں فردوس میں چل تقنعا
جو عشق ملک صدق کی پاک ہو شعلہ خلیل

تنبیہ

کس لئے دھونی لگاتی رات دن کو نا جیل
رود کا گل شعلہ تن ثبت چاہے نادان ذلیل

عشق اندھا عقل پگل گر نہ ڈھونڈیں اتفاق
تا ہیں کب نور یا دیں کب ہو کامل جو قلیل

تربیت کی چوٹ ہو کر نوں سو جب تک نہ لگے
نور سے مطلوب گر ہو کب ہو حاصل تو رزیل

وقت ہو جاتا ہے آتا پر توجہ تا اسے حکیم
پھر تو آتا دیکھنے کو وجہ وہ جو ہے نصیل

عقل ہو وہ کام کی اور عشق بھی وہ کام کا
جو تلاش فضل میں آنکھیں ہو وہ سب بجلیل

ردیف (م)

وجہ تبدل غیر

ہے یہ سے جیسے ہو ظاہر دید کی عظمت قدیم
ویسے ہی نقش انسان صورت خالق کریم

ہو مزین جو ہراں بے بہا سے جسکا گھر
غور کی جا ہے کہ کیسا ہو وہ سکا ہے مقیم

تھی درخشانی جبھی جبکہ مانع دید کی
کی مدد گیسو نے اسکی ڈال کر برقع وسیم

نور پیشانی کے آگے آفتاب وج سے نے
خوش کیا قرار میں ہوں خادم دلا قدیم

شمع کافوری سے جیسے ہو دخان کا انتشار
شعلہ بینی پہ ابرو ہیں طرح سے ہیں مقیم

ہو خزینہ بے بہا کی حس جیسے جو کیسی
آنکھ کے گوہر پہ مژگاں یوں کھڑی ہیں سلیم

ہے تناسب کل سے خدا کا عجز کمال سے کچھ
جس سے ہوتی ہے سدا گلزار بالا کی نسیم

گر کوئی ستین میں چہرہ کے جا ڈالے نظر
گوش ہے سے ہر دو جانب ہیں صدف در یتیم

ہے وہاں پوشیدہ یا تو دُن اما سو کی کان
سبب غبغب تازگی سے ہر کسو کو ہے قسیم

شمعداں سیمیں کے مانند ہے گلا قایم کھڑا — وہہ نورانی سے کمنسپ جو ہے کان نعیم
یہہ مکاں ذیشاں ستر کا ہی خرابہ سا پڑا — جو نیابت سے ہو خارج گناہ کرکے عظیم
فضل ابن اللہ گر ہوتا نہ اُس کے واسطے — امتحاں پھر گر نہ ہوتا جز عذاب مستقیم
جیت لے گر امتحاں ایسا بھی وہ فضل سے — کب علاوت شان اسکی ہوسکے یارو فہیم

شمسہ خوبی مستقل

آزاد کا کلام ہے آزاد لا کلام — آزاد جو قیود سے حق کے ہے سب غلام
ممنون شر دہ ہوں میں تیرا اے نسیم پاک — وس دیس خوش کو ہوں میں وہاں شبا و دوا سلام
سے جسم میں جہاں پیہ ہیں خواہشات جسم — شئے نفری نہیں ہو جہاں دکھ ہیں سب تمام
سے ذات ہی نہ رنگ ہی جو سر ہیں ایک سا — پوشاک پُر ملاحت و کامل باخت تمام
سے پر بھی وہ پرندہ ہیں لیکن نہیں یہ چونچ سب — گیسو لٹکتے پا تو کمال پر قصر دار تمام
تن نور ہیں گیسو جو خاور ہیں یہ قصر نو۔ — سب احتیاج غیر خدا ختم ہیں لا کلام
ہو دور دو نرگس کب تاب لاسکیں — وس آنکھ پاک کی جو دکھاتی ہے صبح شام
گل عرق ہو کے خاک میں سجا دیں گر وہ ملے — رخسارہ پاک کا کبھی ہوتے صرف نام
دندوں لبوں کے آگے ہیں الماس لعل یوں — جو عام سنگ سا ہمنی گوہر کے ہے رخام
ظاہر لبوں پر دو ساوی ہیں پاک نور — سب کام ہیں ختمیں متانہ ہی بکام جام
کیا کیجئے مثال جو بے مثل ہو بھلا — ہر شئے وہاں کی پاک ہے کیا کام کیا کلام
اس قہقہہ کو جس نے ہو دیکھا اور ایک بار — آنکھیں وہ سب کو مار کے قہقہہ ہے والسلام

عقد بند

ایک بھی کافی ہے جو ہو کام اُس کا ہو کلام — روح کا مقصد ہے پورا حق کی جنت ہو تمام

دو کا ہونا ہے مضاعف فضل و رحمت کا نشان
جو کرے رد ایک کو بھی عدل ہی ہو اسکا کام

آنگے آنگے ہر طرف سے ہو رہی ہے یہ پکار
دن میں کرنا ہے سو کر لے پھر چلی آتی ہے شام

شام یہ وابستنی ہے بار تیرے عمل سے
فضل بن کچھ بھی حفاظت ہے نہیں بن لا کلام

خار و گل اپنی پشت سے دامن تو اپنا پاک رکھ
فضل بن سب سہل ہے اور عمل ہیں تجھے نا تمام

فضل بن تیرے مسیحا ہے نہیں آنکھم کا کوئی
رکھیو اپنے فضل سے مجکو و میروں کو بکام

انداز

حسن جسمانی بھی ہے انداز مجموعی کا نام
رنگ ہو یا ڈھنگ بے انداز مکروہ ہے تمام

تا بحد سرخی سفیدی اور سیاہی ہے بکار
تا بحد ہی طول و پہنائی عضوی ہے مرام

جسم ہے تصویر روح انسان کی انداز گر
کچھ نہوا سیں تو ہو بیڈول وہ بھی لا کلام

روح کے بھی ہیں فرایض باخدا باخود و غیر
حکم خالق ہے یہی انداز ہو تب ہو بکام

جسم ہے تصویر روح اور روح اب روح کی
جو کہ ہے قدوس و کامل خالق ذی الاحتشام

جسم پر بت کی جو شعرا کی ہے یارو اصطلاح
ٹھیک ہے اور بت پرستی ہی ہیں جو اسکے غلام

بت پرستی آنگھا ہے کفر و نا معقول نیز
حق پرستی عقل کا ہے جز مسیح اک صرف نام

ردیف (ن)

پر غرور بیجا

فرقو ہے پرعون کہاں اسے فرعون جیتی ہیں وہاں
قلزم احمر پایاں ہے بار گراں اور موسیٰ میاں

وحدت وحدت وحدت بری بری بنت [illegible] کہیں
ناکس ہیں اعمال تیرے آزادی ہے بس وہ یہاں

چھوڑ خیال و خواہش جیسا واقع کو ہو خالص دیکھ
حکمت علمی عینک ہے جو رنگ کرے تبدیل بیاں

عقل جلیباں فکر مغالطوں طاقت سمسوں یا در سنتم
حسن ابو سالم نے یارو جو بھی بنا یا اتنا فان

نقطہ ہے یہہ دُنیا ساری نقطے ہے دایم قایم
حال ہو ماضی ماضی سپنا مستقبل قایم ہر آن

جو فضل خدا سے پاک ہوا ہے پاک ہو لا شک جس کا
اے موت تیرا اب ڈنک کہاں ہو گور تیرا اب تو ور کہاں

دے ڈال خودی حق جسکا جو انجام جسم دینا ہی پڑے
خود دینے و چھین جانے میں کیا فرق نہیں کچھ ہو نادان

دیکھتے ہو نہیں دیکھتے ہو اور سنتے ہو نہیں سنتے ہو
نہیں نہیں اعمال سے کرتے ہو نہہ سو کرتے ہو تاں

ہیچ یہہ ہے اور ہیچ وہ ہے سب ہیچ مطلق ہیچ ہیچ
خون مسیحی روح الہی بن اے آتھم مطلق جان

تقریر لوہم

یاد کر جو ہر مرض میں ہو صفائی ایک دن — خوش نفسانی و روح میں ہو جدائی ایکدن
عارضہ ہو کر عرض ساتھ اُس عرض کو ہو فنا — حالت ابدی میں آروح ہو بقائی ایک دن
آسمانا آشنا یاں حق کا کب سے پار جا — بھول جائیگا ولا یہہ آشنائی ایک دن
ساز جب ختم ہو تب گر سما ہو سوز کا — جسم ساکت ہو یوں نغمہ سرائی ایک دن

کوئلہ اماسس یا الماس خاکستر بنے
رنج و راحت چھوڑ جاویں ہم تو بھی یکدن

در ہو حق جو روح چمن خاک ہو باغ ہو
حکم دولتوں میں چھوڑے سب اٹھی ایکدن

صورت کے پھلنے آ بیٹھیں سبھی یہہ لال رنگ
دور ہو جاویں بقا میں سب فنائی ایکدن

عاجزی کے ماسوا نادان تیرا ہی کیا بنا
چھوٹ جائیگا دلا ہرزہ سرائی ایکدن

کام و دام سب تیر و تسبیح میں آ چکے
آشنا تیری دعا کی ہو سنائی ایک دن

در تعریف الفاظ

زباں حق میں ہو گر گویا فصاحت اسکو کہتے ہیں
رسائی ہو اگر حق تک بلاغت اسکو کہتے ہیں

اگر حق میں ہو یک رنگی دو رنگی دور ہو دل سے
کلام صادقوں یہہ ہے طلاقت اسکو کہتے ہیں

لگا رہنا تخالف پر تقدس خالق بے حد
اگر نہایت بدی ڈھونڈو تو نہایت اسکو کہتے ہیں

ماں سینے سے غافل ہو کے دعوی ظلمی کرنا
حمق رسمیں بھلا کیا ہی حماقت اسکو کہتے ہیں

نہ جانے گر جہالت ہے نہ چاہے جاننا تسپر
جہالت سے یہہ بڑھ کر ضلالت اسکو کہتے ہیں

غرض حق سے نہ گر ہے تب خفاظت سے کچھ مطلب
نتیجہ اس سے جو نکلے ندامت اسکو کہتے ہیں

وہ دن نزدیک ہے جب تلخ ہو پیشہ سب غفلت کا
عبث ہے جب پشیمانی تو شامت اسکو کہتے ہیں

صفت تسلیم حق ہے صادقوں کی آشنا ملجا
قیامت میں جو صادق ہے سلامت اسکو کہتے ہیں

دورہ

پابند عصیاں ہے یہہ جو بلبل
دورہ سے باہر کھولو نہ انکھیاں

گل ہے بر رخسار رخ سے گلزار
چشماں بنرگس نرگس چشماں

فانی بقا لی باقی سے باقی
دور از خلوت ادنا ہے وصال

حق کی حقیقت صانع کی صنعت
ہے وہ سو رہتی کلا جہہ پنہاں

عطر کی بو سے وسکو ہے نفرت — نفس سو یوں حق تن وسکو کہاں

عریاں ہو بیاں سو نلاں لال — اس سوں رہے ہے خاطر پریشاں

ازّ و بندہ ہر امر حق میں — دیکھ کشادہ اوراق عرفاں

کاکل جو دستے سادہ لوں کو — وسکی نگاہ میں خوش مشک سو یل

مژگاں جو پیکاں ور ہو دیکو — وہ دیکھتا ہے دل کو نگہباں

آنکھ میں مسیح بن سب کچھ ہے ابتر — روح بن مسیح کو شب پریشاں

گواہی شعرا دینا

قاتل و کافر ہے وحشی خودکش واجب — نفس کے معشوق ہیں جو روح کش ہیں مطلقاً

حق گواہی معرفت، حق پرستوں کی ہے دے — شعر و راگ آنکھ میں ہے جینی کی بو تی معنا

عشق حق قاتل نہیں کافر نہیں وحشی نہیں — ہے خودکش بت ہے بل دارین میں سکتا مگن

فاش ہوگا راز حق ور کفر ہوگا پاش پاش — ہے فنا فانی بقا ہیں جو نہ ہو تیری لگن

غفلت و شر خود پرستی کبر خواہش جہل ہے — ہاتھ لگے گو چند روزہ ہو سکے و نکی جھبن

صداقت

رواں تمام ہے سارا ہی طبقہ امکاں — نہیں ہے تب حال تو ہے تو شیطاں

جو آفتاب صداقت کا قرب مقصود ہے — مراد کل ہے جو سایہ یعقب انکو رواں

مگر جو پشت ہو آفتاب پشت پناہ — رواں ہے جو مراد ہو تو نہیں سایہ کہاں

بگنج مدخل و ساحل راست جیب عفی — ہے تو سارا ہی لڑائی کا سر دل نادان

اگر نہ دعوت و راست کو کر ہے تو رد — یہی ہے شرط شہادت بر تبہ ہی نشاں

وگر ہو غافل بلحاظ بھی وہاں ہے تب — شکار ہو کے مخالف کا جیب میں چھپے یاں

تھا ہی خواب میں مارا اپنا ہی سو غریب کھا — سو سمجھتا ہے زما ستخواں طایر جنت برین

در تعریف ایمان مخالف

بہت بڑھکر ہے بے ایمان کا ایماں — مقابل حق کو جو اوس نے بطلاں
ہو سبے تو یکطرف ہو بر خلاف ہی — براہین متین کے ہو دو نادان
نہیں نہیں بھی بل ہو ر ولادو — جہنم جسکو ہی ایک امر آساں
نہ دو وہ دنیا نہ سوا خرمیں دسکے — سمائے کچھ نظر میں بن سمجھ شاں
مالی عقل کو ٹھہرا کے گستیا — ہنسے کہکر کہ کیا ہو ہیش میزاں
تو نادان ہے اتھم تو بہتر ہے — مرو دوست داماں شاہ شاہاں

یکانگت بہ حق

تصویر جس طرح کہ حقیقت نما نہیں — ہے صورت خدا ولی تو مگر خدا نہیں
ہرگز جدا ہوا نہ مخلوق گو ہو آپ — کامل نظیر و کی اس میں خطا نہیں
حاصل رضا خدا سے ہو حاصل خدائی نیز — لیکن عطا ہے یہ بھی وہ خود عطا نہیں
تن تو نہیں ہے لیک یہ تن ہی کی بھی — یوں گو جدا خدا سے ہو لیکن جدا نہیں
میا ہو بیاس تن و تن ایک تھا — بیٹے میں ایک تن بھی بھلا کیا ہو گیا نہیں

قطع طمع

وہ جھوٹ بھی جو جھوٹ ہی مطلق ہے بے نشاں — درخو نہ جس خیال میاں یہ بدل نہاں
کیونکر ہو کوئی اسکو گماں میں بھی اسکے — جبتک نہ کوئی عضو و قوی بھی ہو وہاں
بس ماسنے چیز بھی ہی حل حال نیز — کچھ کچھ حقیقت ہی یہاں جو کہ ہے وہاں
قزاق دل و قاتل جاں روح مضطریب — مانگ دور ہو کے ٹپکا رہینگے الاماں

کیا یہ شراب بھی ہے آبحیات / حق سے یہ جام کم تلخی ہی نہیں

حال میں و سالک ہیں اسے تمیز / ہائے بدبخت تو لڑکی ہی نہیں

موتاں سے بہتر زجالی / پر وہ کمبخت تو نے پی ہی نہیں

کان حق کا یہ زینہ گر ہو مجاز / پر جو گُشو تو خاک بھی ہی نہیں

آتھا گر لنائی ہو لقمہ / نیک وہ پاک سادگی ہی نہیں

ردیف (ق)
ذوقیہ

یاد صبح میں ہے دلا تازہ بتازہ نو بنو / عیلیوں سنگ بانوا تازہ بتازہ نو بنو

شب کا تو ہو چکا گذر یوں ہی بیٹھی ہوئی سحر / نور سے اب تو لگا تازہ بتازہ نو بنو

سوت دنیا ست صبح سمجھو تو گر صبح صبح / تنگر میں دیو ہی سر جھکا تازہ بتازہ نو بنو

کہنہ دلو ہوں نو بنو تا رہ بتازہ سو لیے / فضل سے گر تو ہو نیا تازہ بتازہ نو بنو

روگ و سوگ مٹ گئے جلد کفاسہ ما کسو / ردو بہ لقا ہوا آتھا تازہ بتازہ نو بنو

ردیف (ک)
عمیق

کیا ہی ہوا ہی گیسوں ہم سوختہ ہو ختہ / قد سلسلہ جاناں پرانہ وختہ انداختہ

پہناگ ہو وہ ک ہو گوری نہیں یہ سوختہ / گیسو ہیں پر چیم قد علم تاج پر فراختہ

سینہ سپر تیر نگاہ تیغ دو دم منی تھا / ہو برق سو کیا ساہنا وسکا جو دل باختہ

حوروں بھول گئے زرق برق وہ قدم لا فوق ہیں / حور و ملکا نا ہد باختہ سکا رہے تیم آختہ

محسوس ہیں سب ممکنہ واجب کے آگو مستغو / آتھم تجابل چھوڑ ہو با ترتیب فراختہ

ردیف (ی)
عشق با عقل

عجب نہیں شعاع سے اُٹھ کر جو نیستان ہی کو جا رہا ہے
غذا رضا ہی بہو خدا کی تو لوٹ خود ہی کو کھا رہا ہے

یہہ بالسلی ہے تقاضا روحی یہہ شعلہ دسکا حیات ورکی
بزیر خود یا یہ ناگ کو ہے بزیر ناگ ہی خود آ رہا ہے

کشش کریں کیوں نہ زلف دافعوں تجھے جو ہم جنس بن گیا ہے
ہے ناگ پنگر تو مجھو بابری بھشک کے خود مار کھا رہا ہے

ہے عارفان میں ہے عاشقوں میں ہے مساوفان ہو کاملان میں
سوال واحد تقاضا روح کا بخفہ کیا جتا رہا ہے

کہاں آرام تا ابد کا اگر نہیں یہ مدعا ہی اس کا ❖
تو کیوں یہ کیا ہے فنا کا طالب یہ وصل کی رغبت دکھا رہا ہے

تھا بطن دنیا عدم سے پہلے عدن تھا پہلا مقام ٹھہرا
وطن ہے فردوس جیسے اُس کا کہ بہر یہ عالم سا جا رہا ہی

خدایا خود جو نہ جا سکے خود جسے کر آیا یہ جسم جاوے
ہے آگے جنت دیا جہنم بتا تو کسکو کما رہا ہے

لگا ذرا کان ہے اندر سنو جو کہتی ہے روح اکبر
عمل یہی ہے کہ فضل مانگو جو فضل خود ہی بلا رہا ہے

سوا مسیح کے دخول مسیح کو وہ دم مسیح نہیں ہے آتھم
تھا وہ اسا القا پر آسا ہی سارا دھوکا سبھی دکھا رہا ہے

تن میں آنا و بچھڑنا تیرا کب اسلیئے	نور کو تاریکی بنا کر خوار و دنیا چاہ رہا ہے
روح کو بدلے عناصر کے تیرو سے ڈرانا	کیا یہ سودا ہے یہ سودا ہی تھی اسی خدا کی
نا امیدی میش رہا تجھے یسوع کے پاس	وہ تیرے نقصان سب کر دور آتھم دی تعبیر

حماقت دہریت

اگر نہ خالق ہے اور نہ عقبے نہ فعل مختار تے ہے کوئی
بقول تیرے اُدھر یا ہیں جو تیرا ہو حال ہیہ سو لی

وگر ہو خالق و فعل ہیئے کے ہم بھی دسکو جوابدہ ہیں
بدی جہنم میں ڈالے جنت نتیجہ دسکا جو ہو نکولی

کیا دیوانہ ہے نفس تیرے نے نیک ترمیں تو ہی ہیتا
شک تو خود ہے بشغل در خود جو حق پہ کرتا ہے تند خوئی

ہے عشق تیرا احمق سراسر ہے فخر تیرا بعض تمسخر
جسے تو کہتا ہے گیان و عرفان فلاسفی ہے سیاہ روئی

نفی تو کرتا تال کی ہے بتا ہستی طرز ذاتی حالی ❊
ہو فضا میں جو کہ کر ہم پیدا ہو عطر دسکو خراب بوئی

اگر ہو مربع ایک خط کا بسوئے مرکز جو ایک حق ہے
غلط کیا ہے نہ کوئی وہ نہیں وگر ہو مربع تو سو بسوئی

کیا ہی جس نے وہ بدل پورا جو رہتا اعمال سے ادھورا
دیا تو حکم وہی ہے آتھم مسیح مظہر خدا ہے سوئی ❊

عشق صحیح

عشق تو یہہ ہی کہ جسکی رضا ہی
رضا اپنی اُسکی رضا کے فدا ہی

بہر کیف اپنی رضا کو مٹانا
رضا اسکو کہتی ہیں بابہ جفا ہی

قد تیر جوراں کمان مشائخ
کماحقہ کی سازش مگر گریہ نا ہی

زنا ہی تیرے تف بسیچ جو غیرت
تیرے سہرکو کاٹو کیا باصفا ہی

ارے اُمر کب بجہل ہو جہالت
تعشق یہہ اُسکا یا تیر کو رضا ہی

جو تیرا سو میرا جو میرا سو ہی ہیں
عجب یاہہ محبت عجب یہہ وفا ہی

پرستش خودی سے خدایا تو کیجیو
حفاظت میں اُنہیم کو جسکی دعا ہی

حسن شیدن

اسے تو جو ہے طلبس پرستش ہنر نگاری کا
کیونکر ہوا کہ تو نے پائی یہہ اقتداری

ہیں تیرے جمال کامل تیرے سے کے آگے
جوں بادشاہ کے آگے ہوتا ہی کوئی بھکاری

ہیں پیشتر بھی اس سے کمتر نہ تھی کسو سے
خالق بجز ولیکن کرکے ہیں عیب کاری

اس قید میں پڑی تھی جسکی یہہ کھڑکیو کے
شیشوں کے بالا ساری کالی ہے یہہ رنگ کاری

سب پھر گئے جو ہو ہی رحمت کا کچھ اشارہ
دس سے یہہ گھٹ گئی ہی کالس کی اندکاری

اس سے ہو ہوا ہے میرا اب یہہ عیاں ورد نہ
جس سے ہے عنصر اُنکی خوبی کی سب دکاری

انہیم یہہ سب ہو جا جو حسن ظاہری ہے
خوبی در اصل وہ ہی جو ہو وے فضل باری

بمقابلہ دنیا

حد تیری کو پار ہوں اسے ڈاکٹری اب تلک تو
ذرہ سے اپنی ڈرائی اور لہانی حسن سے

تمدن تیرے نوبہ ڈرکا گویمکہ غایت ہی یہ
پار جو اس حد سے ہو تو اُسکو کیا اس سے ہی

روح مسیح سے جس نے پائی تربیت آتھم کی طرح / نیک بد مجھ دو دو سکے کب بھلا انکو نہیں ہے

درجہ نعمات دنیا

ایماں اماں دولت حکومت جہاں ہے / وہ جاں عیاں یہاں ہے کہ یہ امتحاں ہے

گر بعد مرگ خوف جہنم بھی ہو تو بس / افسوس ہے کہ ہم نہ یہاں اور جہاں ہے

اعراف ہے جنان و جہنم کے بیچ میں / اعراف یہ ہے جو وہیں جہان و جہان ہے

کشتی رواں ہے آب رواں ہے وہ سوار / اگر نہیں ہے ویسی ہی جاتا زماں ہے

ایماں امید ہر دو فنا ہوں جب وصال / پر عشق کو بقا ہے جہاں تک نشاں ہے

فانی کا عشق فسق ہے فاسق ہے پر زیاں / عاشق ہے بادشاہ یہاں یا وہاں ہے

آتھم جو پیروی مسیح میں ہوں فضیل / وہ سب کو زیر کر کے سدا شادماں ہے

طرح واقع

زہر چکھے سے نگاہ یار سے / کیا توقع تب کریں اغیار سے

دام دینا جیکے بابی امتحاں / زلف دکھلا کر کھلاتی مار سے

سرو قد و گل بدن کا انتہا / کیا بھلاتا گھر سے اور دار سے

نیک و حق اور خوبی کا ہے کہاں / فلسفہ پاتے ہیں یہ اسرار سے

عشق پر اس حسن کے یار و نگاہ / کیوں نہیں کرتے ہو آر و پار ہے

سرخی خد کو صبح ہی نہ ہو / صنعت سفاک ہے ہم الفار سے

جس قدر ہے خوب سو ہے خوب ہی / حق سے ہم غاصب نہیں خونخوار سے

لیک بھرا نیکی بد کا ہو لحاظ / نیک ہی ہو کار رسلنے بد کار سے

نامۂ اعمال ہو موئے سفید / عفو کا پیغام ہے ستار سے

دود ساں کچھ باقی تپشاں کی دی ۔ نور کو تعبیر کرتے تارے
دوست کو دیکھ دو رنگی خضاب ۔ رنگ کا مالک ارے ستمگار سے
سمت ہیں محفوظ و نا محفوظ تر ۔ عادل اقدس سے اور غفار سے
بھیتیوں جیجو نسوستا اوپنچید ۔ کار تیرا انچی ہی ہو گا سے

عبرت

ہوئے سب بے نشاں با نشاں کیسے کیسے ۔ یہاں کے وہاں اور یہاں کیسے کیسے
ہیں مرداں خدا اور غلاماں خیا جیں ۔ عیاں کیسے کیسے نہاں کیسے کیسے
نہ گوشاماں گدایاں بہت سے ۔ ہیں نالاں و شاداں یہیں کیسے کیسے
حکیماں فقیہاں حسیناں کریہاں ۔ پشیماں ہیں و شاداں کیسے کیسے
ہیں روح و تن خون بن سیاہ کی آنکھ ۔ بے تسکیں یہاں رو وہاں کیسے کیسے

واقعہ حال

جو آیا نالاں یہاں پہ آیا گیا تو شاداں گیا نہ کوئی
مگر جو طالب رضائے حق تھا وگرنہ نالاں گیا نہ کوئی

ضیا و ظلمت یہاں کا مایہ ہے خواب حکمت بری نہ سایہ
چنا بہت سا دلے جو دیکھا تو سلے بداماں گیا نہ کوئی

بت نہ آزاد رند و سلطاں کیا جو دعویٰ محض تھا بطلاں
تہی ہی دستاں گیا یہاں سے بہ نیک ساماں گیا نہ کوئی

تھے بنائے بہت ہی محکم جو عیش و طاقت میں ٹھوکتے خم
ولیک موت دائم ہے باہم عجب با ماں گیا نہ کوئی

جو موت سے موت جیت آیا اُسی نے سارا ہی دُکھ مٹایا
اُسی کے زخموں کی جیب میں جا کبھی چھپایاں گیا نہ کوئی

پرواز

خیال یاد رہو اد گرتے سے اور علوت ہو غیر دس سے
نہیں جو بیچے خدا کا مسجد تو کسقدر رکھ ہے دیر دس سے

رحیم کا جو نہیں ہو خالص تو پھر بھی ہیں وسکی شک سے
اگر شراکت رحیم کی ہو رحیم کا ہو دے بیر دس سے

ہو آپ ہی جو نا خدا میں ہوا کو خود پھر بھلا ہو کیونکر
رہائی بخشندہ غیر کس کا جو شور ہو کیا ہے تو تیر دس سے

اگر ہو دریا تھا ور کشتی بچا ہوا ساری آفتوں سے
تو شد بچگل بدون کشتی ہو کسطرح پار تیر دس سے

شکستہ کشتی ہو نا خدا زیر لطف پھر جو بھی ہو سو خطا ہے
یہی ہے خاطر جمع جبھی اب تو کسقدر ہو وے سیر دس سے

شعور اک مقدس

مقدس شعروں پایا گیا ہیں وہ آگ بھڑکاتے
کہ قرب قدس ہیں وہ کھل فتنہ و جال ہیں بلا لیے

جو قدسی کبریا کے تخت کو ہیں طرف وسجدہ میں
وہ القدوس القدوس القدوس ہیں گاتے

وہاں شعور نفرتی کا کچھ نشاں ہو ہی نہیں سکتا
دغا اور ظلم و دکھ درد وال دخل ہی نہیں ہے

عجب یک شاہ و شہزادگان کا ہے وہ سارا دیس
نہیں وہ ہا ہو سنگ و ذات کچھ فرق دکھلاتے

کہاں تک ان اعتیاج تا جسم جب جسم ہی نہیں ان سے
وہ ہیں روحانی بکار لیں جسم اسمیں نہیں ہے

یہ نتیجہ ہے ہم وزر کی دوستی کا یاد رکھ		جب خدا کو چھوڑ کر ہو گیا ہے دل لگا

ایہام

ہیں پیدائش و مرگ سوا رنج ہی باقی رضا کو ڈھونڈو خالق کی اگر جنت میں جانا ہے		ہے اللہ بخشے ہیں یہی پنجہ کا طغرا ہے یہی منطق ہے عقبیٰ کا دگر کبریٰ و صغریٰ ہے

ناک دنیا

ہے ناک دنیا کے واسطے تو ہزار ہا رنج دل پہ سہتا
یہ ناک جسکے لئے تو مرتا ہو بعد مرنے کے خاک دیتا
اگر تو ہشناک ہو کے دیکھو تو خوفناک ہے یہ ناک تیرا
جو پاک عقبیٰ سے پاک ہو کر ہو ناک پید سو ناک رہتا

باطل نذری

یہ جو سکے میں ذر نہیں رکھتا جانتا ہے ذر کو کیونکر
خط ہے غلط انشا ہے غلط املا ہے غلط ہر راہ غلط
نذر ہے ایک ہی مطلق جو کر بچی سکتا نذر وع
اللہ ہے فقط اللہ ہے فقط اللہ ہے فقط اللہ ہی فقط

اصلاح اصطلاح

کون ملفوظ ہے گر دو ہرا مخفوظ ہے ہے اگر یہ خلاف حکمت کی تحقیق او کیا		کون ملفوظ ہے گر ہیئو ملفوظ ہے اصطلاح مستقل ہے جس علم کی محفوظ ہے

ثنائی

واہ کیا خوب کہ جس سے ہو وا نذر با بہتر		کیا خوب یہ بہتری کہ بد تر کہ بہتر

بولی ہے عجیب حکمت اس دنیا کی | بد تر بہتر ہے اور کہتر بہتر

حکمت

سب ہوس بنتے خدا کی ہر پیہ ہے مطلق محال | کس لیے پیہ پیچ بنا کی اس کا کیا مقصد تھا
بن خدا کا وارث لے سارے جہاں کی بالیقیں | جو رضا اس کی سو تیری اور تیری اس کی رضا

جزو مطلوب

ہے تشبیہ میں جزو ہی کا سکا | جو مطلوب کو کا ملا دے ملا
صدارت میں جنت جہنم کی دو | ضیا ہے کجا اور دوجی ہے کجا

معنی تشبیہ بالا

ہے اپنوں کو تشبیہ ہر ایک کرتا | کسو کا کسو غیر سے کیا ہے مقصد
مشیت کی جو تو نے معنی ہیں پایا | خبردار تھا یہ ہیں دل ز ابجد

تلاش ہیچ

ہو محسوس کامل ہو محو اور نیز | سہنے اپنے کو ڈھونڈو ہیچ ہر چیز
نہیں بت مگر مظہر بت شکن | وہ مطلوب ہیچ ہوا ہے صفات میں

عبرت

خط نفسانی کی خاطر زیر گردوں تھا تمام | جب بجایا شان کا ڈنکا تو ٹھہرا کوچ کا
سلطنت کا تخت بنا اکسیر ہے تاثیر ہو | منقلب ظاہر ہوا جو ہیچ تھا کل ہیچ کا

ندائے غیب

خداوند سے ورق غیبوں نے کہا | جو میری رضا کا ہو خواہاں بجل
وہ اپنی رضا سے خطا پائیگا | ہری بیخ میں جو بنا خمر مستقل

وہ جبا سر سے اتار کر ہیں اترے اب جو رواں — بیٹ بھرنے کو لگا از خاک تا ناپاک جاں

تھی کبھی تو عارضی سنگار سے قشقہ چھنال — اور کبھی دو ہاتھ بہ گردن زنا تو ہم شمال

قوت اور عقیدہ سے وہ فرقہ لا لاکھوں کھڑے — یہ دگرگ سے جیتنے کو جو کہ آیا ہم اڑے

پھوٹ کا وہ بیج بویا کھیت لاکھوں ہی کٹے — خواہش ناحق کو ٹھہرا فلسفی حق سے اڑے

تھے وفا میں ظلم اور تھا ظلم میں پورا وفا — یہ جہاں بھی خوش ہیں دل ہر دو پر غالب

اصل میں موعود ہی تک تھا جنگ پر جو جنگ — تیغ تیر اور توپ کا تھا زور اور تو تھے سرنگ

عاقبت وہ وقت آ پہنچا کہ دشمن آ بے تنگ — قید گھر میں آ پڑا سنگین گھر ہیں زیر سنگ

وہ جو تھا باغ عدن ویراں پڑا لایا بہار — دوزخ کا دشمن بنا یا وہ جنت سایہ دار

قید میں ابلیس کو تھی ایک ہی باقی ہوس — آخری ایک اور بھی مہلت وہ سو ملی تو بس

خوب ہی جاں توڑ کر دل کھول کر لڑے دس — ہو گئی یہ بھی اجازت تاکہ ہو پوری ہوس

گاگ اور میگاگ کو لایا وہ لشکر پر چڑھا — ایک پل میں کر دیا کہ پھر نا ہو کھڑا

جب کیا شیطان نے اس جنگ کا سارا حساب — کس قدر باسے جو باقی زندگی تھی در کتاب

ایک بھی نکلا نہ تب تو بھن گیا جیسے کباب — حالت بد سے وہ ہو تڑپ رہا نا گفت خواب

آخر تھا حق سے لڑا جو عاقبت گر ہی گیا — ظلم فانی نور باقی تا بکے آخر فنا

مثنویات

خواب باصواب

میں دیکھا ہے اک خواب بڑا عجیب — ہے تعبیر جس کی عجیب و غریب

میں کیا دیکھتا ہوں کہ اک کوہ ہے — جو سمت سے مرجع انبوہ ہے

وہ دلکش ہوا اتنا کہ سب کھنچا — وہ چوٹی سے لیکر فلک سے لگا

اگر نا بجہ قہر نازل کرے / تو فضل و کرم کو کہاں جا دہرے
کہا سا تو یں نے یہ جھگڑا فضول / ہیں سب ہی عبادات بیشک قبول
شہر ایک ہے گو ہوں نام میں نیک / انہیں کو عبادت کا مرجع ہوا ایک
تعجب میں ششدر ہو مغموم نے / کہا ہے کوئی جو کہ سیدھی سنے
ہے اوّل تو باطل مخالف کی بات / جو عقلاً و نقلاً ہے کل واہیات
خیالی و اوہام میں ہوتا ہے شک / نہ واقع میں جو پہنچتا مس تلک
ہر ایک شی جو محدود ہے حد میں آ / ضرورت ہے خالق کرے بر ملا
کثافت لطافت کو رکھتی ہے روک / ہے محدود وحدت بلا روک ٹوک
ہوا اتحاد تو خروج تب تو بھلا / ہو وہ کیسے پھر ہو جو سر اپنے حد سے گیا
مساوی مخالف کشش میں کہاں / کوئی سمت جا رہے جو کوئی نشان
نہو جو سب میں نتیجہ عیاں / عناصر میں عالم وا دد کہاں
تقاضا عدالت ہو جبتک رہے / تنعم تقدس ہی کب ہو رہے
کوئی رو بمغرب ہو سر تقلب / کرے کسطرح یہ کہو ما وجب
مگر ہیں یہ بیا ن و بات اسکی کی / جو عینک لگے آنکھوں سے ہی بری
کیا فرض مانا کہ جو تم کہو / وہ حکمت ہے بطلان بھلا پھر رہو
ضرر کیا ہے ہمکو و تمکو ہے سود / تو حکمت میں اسپر کرو کیا فزود
حکیموں نے دیکے بجا ہی جواب / کہا تھا وہ کیا ہیچ و تاب
پھر ایشت اسکو و سر کو ہلا / کہا پھر سنینگے یہہ قصہ تیرا
تواضع مسافر میں مصروف ہو / غبار مسافت و یا سے دھو

علیٰ ہذا القیاس اسے فاسقو تم / کر و کسب عاشقوں سیں ساز باہم

ہو جسمانی کا جسمانی ہی مطلوب / ہو روحانی کا روحانی ہی محبوب

اگر ہوں شعر یا تمثیل یا راگ / لگن ہو جس طرف کی ہو وہی لاگ

عبث یا آئینہ بے زنگ بن رہ / جہیں جو دیکھتے ہیں تو نہ کچھ کہہ

حسین اور خوب حق میں سب کچھ ان / یہی توحید کامل ہے و محبوب

جمع واحد یہ دونوں عین عدد ہے / ہے یا تک ایک کے آگے جدا شد ہے

استحسان و جسیم

تھی حسین لڑکی کسو کی باکمال / عقل بھی دیکھی کا تھا وہ حسن جمال

کم ہی ہوتے چاہتی تھی نہیں قریب / تھی حسین تھی صوفی جو بہ حسین

اتفاقاً یہ سپاہی اک نوجوان / عشق و دل و دین پیچ آکر عیاں

چاہیں اک دوسرے کی تب وہ پڑے / سخت تلخی سے رہو سینے کو پڑے

والدین دختر کے نے تھا کیا / عیش یک خوشی کا ہو وسکا سنگتا

تھا جو شیدی سبب رکھتے وہ بال / گو کہ تھی اشکل ہی تھا اک سال

کان تک لڑکی کو بھی تھی تیل مال / آگے پہنچی کہا بیان آج وسکا حال

پھوٹ کر سوتا سبھی گھر کا ہا / والدین سے پھوٹ کر وسے کہا

خدا کے دل سو ست کہیو / ظلم یہ جہیز جبت دیکھیو

ناتھ میں اس شخص نامقبول کے / قول و مجبول نامعقول کے

والدیں کی آنکھ تھی لیکن گری / دل میں دیکھے وہ روبا کی پڑی

تب وہ سنے جا کر قاضی سے کہا / آتش سوزاں کا اپنا ماجرا

نتائج دنیا

نتائج کل وقائع ہیں جہاں کے — ہیں گے رستاخیز دفتر میں یہاں کے

جو جابر غیر پر تھے جبر کرتے — بزیر خاک ہیں اب صبر کرتے

حکیموں نے جہاں دھوئے دفتر علم — ہیں سادہ لوح سو سر زیر پا علم

سکندروں کی کرامت کا بیاں کیا — بجز یک مشت استخواں کیا

یہاں انکا کچھ نہ آیا کام دل پر — بجز اُنکے کہ تھا داغ کا سہرا

جو سونا تھے بناتے کیمیا گر — وہ سوتے زیر در و محتاج پر زر

کیا پرواز طائر روح نے جب — تعلّد خود پرستی سرکشی تب

کوئی انیس جنازہ پہ نہ آیا — زمیں سے پیک لیکے اپنا منہ چھپایا

میرا اقرار دایان ہو خداوند — تیری قدوس مدد کا ہو پیوند

امتحان نوزدہ درحق

جتنی تیری ہے رسم یہ تھا تجکو دکھ سے جنا اور دکھ ہی سے پالا
چاہ نہیں تیری کچھ دکھ نہ ابھوکوں پیاسوں تجکو سنبھالا
گو وہ سوت دھو یا نہ توں نہ سویا روتا جو دیکھا تجکو دکھی ہے
دیتا نہ جانکو یا ابھی کچھ شک ہی میں تیرے سو یا سکھی ہے
والد تیرے نے آبیروت کیا کیا نہ کی سبب تجھ سے محبت
محنت مشقت تن جسم ہی سب سر پہ اٹھائی ذلت و خفت
دولہن تیری جو تجھ پر تھی نازاں اشکوں بھرتی وہ درشک بار
بھائی بہن سب تیرے ناداں دعدواں پیہکاں روہ میں نالاں

یا چلا کر تیغ ٹھہرا کامیاب ۔ یا طبع نفس ہو لایا انقلاب

کیا قرین سا ہے فلسفوں کی فلسفی ۔ جو کہ اسکی ہر جزو رکھتی ہے بڑی

واقعی اسود پر ہو فیصلہ ۔ شر جنوں ہر سلجھا یہ ہے بیفائدہ

تیغ سے جو مٹا نہیں اسے ۔ تھک گئی وہ پیاسا لہو کے

طبع نفسانی جو دنیوی سنو ۔ روز کی روحی خدا سے مانگ لو

عاقبت میں جز رضا ہو پاک سب ۔ کچھ نہیں ہے بھایا کھانا اور شہو

فلسفی اس جہان کی ادراک ہو ۔ فلسفہ دنیا سے رہتی ہے پرے

ہے کہاں تثلیث کفارہ کہاں ۔ حشر کا وہ خاص نظارہ کہاں

غیر جسمانی جو جنت بہتر ہوں ۔ ذہن کیسا تحقیق ہے آئیں مجھ قریب

یا کوئی اسباب نیوی بتاؤ ۔ ورنہ اسکو معجزہ ہی مان جاؤ

بر شرحات بائبل

ایک مرد واقعی سے نفرت ہو یا محبت ۔ انکار و سب ہو شک ثابت کی ہے حماقت

معذور ہے جنوں سعد و بیچیر ہے ۔ پر دیکھنو جو چاہے تو بے ہمیر بہتر ہے

قلعہ ہے یک عجوبہ تعمیر دست غیبی ۔ ہیں گرد کوٹ وسکے تعمیر غیر کے بھی

ہتھیار تو و کہنہ سب بیکسن میں وسکے ۔ لیکن وہ ٹوٹ جاتی قلعہ تک پہنچتے

حامی شدوں سے کوئی کوٹ اگر گرا جب ۔ سرنگو وقت ہاسی دھونڈا ہو نہ یار ب

چہرہ یار اشنا تب قلعہ بھی گر گیا ہے ۔ مطلع کے صاف ہوتے دیکھا کہ وہ کھڑا ہے

قلعہ تک کوئی بھی کچھ وار دشمنو نکا ۔ خواہش ہوا مرد مگر پہنچا نہ پہنچ سکت

ملا شمس صادق

سیر میں اُس باغ کی پہنچا مَل | خوب ہی بھٹکا ہوا پھر مستقل

بھوک میں جو گل کو ڈالا ہاتھ تب | خار و بلبل نے کہا نادان ادب

ہے نہیں خسار بے آزار یہہ | سرخی خد ہے یہ ہم لقا یہہ

مہرباں مغموم ہو گل نے کہا | بھوک کو پھل ہی سے لیکر مٹا

وہ پھل اور ہے گو نزدیک دیکھ | جا ہی پھل پھل ہی میں کھا پیچھے

اتنے ہی میں سیب اک آکر گرا | پنجہ مغلوب ہے جب باز کا

سیر ہو جب سیر میں ٹھہرا دلیر | آ ملا آگے سے وہ سکو ایک شیر

شیر سے ڈر بھینس میں جا کر لگا | شیر کو گولی لگی ڈالا گرا +

بھینس میں تھا عقرب وہ لڑی | نیش سے اک وہ مسکے مر پڑی

باغ میں ٹھہرا یہی پہلا سبق | ہر مراد اسکی نہیں ہے برطبق

باز کا پنجہ و جنگل شیر کا | مار و عقرب بد و گولی سے ڈرا

غیب سے آئی ندا ہو ہشیار ہو | ہو رضا رہ امتحاں سے پار ہو

گر رضا خالق کو تو تقدیم دے | عاقبت اپنی رضا حاصل کرے

سینچ جگر کو پھل تو بیشک پائیگا | پھل فقط سینچے سے خشک ہو جائیگا

شخص یک آنکھیں اٹھا ہر سوا | تھا نمائش میں فرشتہ او دنیا

ہو مخاطب وہ لگا کہنے یہہ بات | غیب ہیں وہ ہات او سب ہے ہیات

جو نہ تھا ہو گا نہیں اور ہے نہیں | مان میری بات کو اور کر یقیں

ہیچ سے ہی ہیچ ہیں سب ہیچ ہے | عالم رویت یہہ با تدریج ہے

کچھ نہیں آتا وہ سب ہے جانتا | زور کو آمیں سکے جو ہے خدا

کھات پہ جا پہنچی گل اور گلعذار
کھات میں نہریں بہہ رہی تھیں بار بار

خلعت جو سن فرائض اور جابجا
آ گئے بارش نتیجہ دلربا

غیب سے آئی ندا بار دگر
رہ رواں ٹھہرو خطر ہے اور سفر

جو حفاظت یا صداقت ہو لبید
فلسفی بھی ہے رہ ہر پل سن نوید

نیند کا غلبہ ہوا پھر سو گیا
ماجرا سارا یہ سپنا ہو گیا

جاگ گئے پر اور ہی دیکھا سماں
کچھ نشیں پر پہنچی اٹھی خوشنما

لعل تھے ہیرے تھے موتی تھے لہاں
دو لبوں ہر دو چشموں میں نہاں

سوسن گل نرگس و سنبل سمن
تھے وہاں رخسار آنکھیں زلف تن

تھا نظر پہ بند وہ خال سپند
اور وہاں نقطہ لب حیف بند

باغ میں یہ باغ اعلیٰ تر لگا
دل کبوتر لوٹنے بے پر لگا

دو ملے آئینہ کو لائی اک پری
دیکھ دس سے ہوئی شرم دل میں آ بھری

واہ دی دل لے کہاں پہنچے کہاں
حور او رشید ہی میں اور آسماں

سارنگی طبلہ نے کی پھر آ کشش
راگ تھے صد داد واہ صد خوش

عشق کو یہ طرح کر بھڑکا دیا
عقل کو ناکام ہی ٹھہرا دیا

میر مجلس تھا وہی پیر مغاں
جو فرشتہ سا ہوا تھا مہرباں

حکم فرمایا کہ دل کیسے ہی لو
ہی سا زر دستکو یہ دل مست کرو

جام بھی بخشا و فرمایا شریک
محفل شاہی میں گم وہ تھا کریک

بھول بیٹھا فوق ہو عشق پیچ
بادہ و ساغر و فرمایا وہ کچھ

ہو گئی ہولی شہد میں تھا مگس
طائر دل آ گیا اندر قفس

کوچہ سفاک تا گلشن بنا
قتل گاہ جو سا دکان امین بنا

بال شہپر ہو جال آشیانہ کاں
طایر قبلہ نما لرزہ یہاں

جسم پر کوے سے بھی ولا ٹیر گئے
آگ میں جیتے وہ جھلاے گئے

گوشت انکا بوٹا تھا داستاں
اٹھتے جو فریاد ہو تھے نو شجاں

ہم بھی اس دل وقفس کے ہیں نظیر
گور میں تازہ وہ خود اہو اسیر

ناریاں سے نار کی ہیں لیے رسنے
اندرون کو تلی ہر دل شعلے بنے

ہیں جھٹک انکے جواہر نقش و رنگ
قلعہ دلیر طلع ہے سر تنگ

اس دل نادان کو بھی حصہ ملا
در قفس جو گوشت ناکارہ بچا

حکم نکلا سب بدل قوالو باس
سور ہو پہ جا لنگوٹی کی کر کو آس

ماہیر دیوتی جو کی پوشاک دوس
تن ہو اگر ہن جو تی پوشاک نو

بجھ گیا کو تلہ تو شعلہ پھر کہاں
مار تھی عقرب بے زندہ سب نہاں

یہ عفونت اگرہ اور خوفناک
سب اسیدیں و لکی پھر خاک پاک

آہ ماری نے قفس دل سے کہا
جھوٹ بھی بیٹھا نہ نکلا سچ ملا

اب تو ہم بھی کل کو ہیں نہ جائینگو
کھو دیا جو کس طرح اب پائینگے

آپھنسے کس سے کہیں اور کیا کہیں
جو کیا تھا آپڑا سر پر یہیں

نیم بسمل ہو رہا تھا نا امید
غیب سے وسکو ہوئی جیسے نوید

دیکھ اور کیا دیکھتا اک کوہ ہے
اور طلا لنگ کا وہاں انبوہ ہے

تھا عدن وامان ہیں اس کوہ کو
اور بغل میں جنت فردوس تھی

نور کا اک تخت تھا اسپر دھرا
نور میں تھا آفتاب کبریا

دیکھتے ہی بند جو تھا کھل گیا
ہو گئی تو نکی دلیں میں ماتم پڑا

حکم دینے کا ہوا اور ہیچ چڑے
نازکین تلوار سے پیچھے پڑے

بیچو بیچو پڑی بیبہ ہو وناسے
کوہ تھی گرد پر پھر کون جا سکے

اُڑ گیا جب طائر دل قید سے
تجربہ کو کون پکڑے کید سے

اب تھا تفسیر کی حاجت نہیں
جو نہ چاہے کر نہیں سکتا یقیں

یہ نہیں ترکی نہ عربی فارسی
ہاتھ کنگن کو بھلا کیا آرسی

ارٹ کی اولاد ہے ہوتی شریک
پر غلط ہو نیر وہ کب آتی ہے ٹھیک

دن چلا آتا ہے جب سب ہے جدا
ہو بطالت سب فنا اور حق بقا

الحاح قبول

حسن باکمال میرے کی جو بھی متاع ساری
لٹ گئی وہ یک بیک سب تھی جو دل آزاری

کونسی ہے خوبی اب میں جسے شکل بتلاؤں
خوبیوں کی چشمہ کو اب کیا میں جا کے دکھلاؤں

میں گئی لوٹیروں میں بچی میرا گناہ سارا
کس کو دوں عیب کہ آپ ہی کو میں مارا

ہوگی اب میرا ہے تو ساری عمر کا حصہ
درد اندرونی کا اب کس سے جا کروں قصہ

چھوڑ سوگواری کو میں لوٹ کو پھر لایا
دیکھ میرے زخموں کو تو جن سے میں فتح پایا

میں تیرا ہوں شوہر پھر تو میری سدا پیاری
سب تیری لوٹیروں کی اب رہتی ہے سدا خواری

سنو اے گنہگار فضل کی لاہٹ ہے
آثم اب تو آگے بڑھ کونسی رکاوٹ ہے

تمت بالخیر

عبید یاہ آثم